چراغ خانہ
رفعت سراج
READING Section

بہت فرسودہ لگتے ہیں مجھے اب پیار کے قصے
گل و گلزار کی باتیں، لب و رخسار کے قصے
بھلا عشق و محبت سے کسی کا پیٹ بھرتا ہے
سنو تم کو سناتا ہوں، میں کاروبار کے قصے

﴿گزشتہ قسط کا خلاصہ﴾

مشہود کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چل سکا تھا۔ مانو آپا (دانیال کی پھوپی) نے بھی پینترا بدلا اور رشتے سے دستبردار ہوتی ہوئی بھتیجے (دانیال) کی راہ ہموار کردیتی ہیں۔ کمال فاروقی صاحب، بہن کی اس بات پر واری صدقے ہوئے جاتے ہیں اور سعدیہ کو بھی مانو آپا کی محبت کی مثال دے کر دانیال کے لیے رشنا کا رشتہ لے جانے کی بات کرتے ہیں۔ سعدیہ کی نظر میں مانو آپا نے کسی چال کے تحت رشنا کو بہو بنانے سے انکار کیا تھا اور اب رشنا میں عیب دیکھ کر مانو آپا دانیال کا رشتہ دے آئیں تھیں سعدیہ چھان بین کے بعد ہی رشنا کو بہو بنانے کو تیار تھی۔ بہشتن بوا مشہود کی راہ دیکھتی خراب طبیعت کے بعض خود اسپتال پہنچ جاتی ہیں پیاری پریشان ہوکر دانیال کو فون کرتی ہے۔ دانیال مشہود کے بعد پیاری اور بہشتن بوا کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ دانیال پیاری سے اسپتال میں اظہار محبت کرتا ہے اور اسے نکاح کے لیے کہتا ہے دانیال پیاری پر اپنے گھر کے حالات بھی واضح کردیتا ہے۔ جس پر پیاری سوچنے کا وقت مانگتی ہے۔ کمال فاروقی دانیال کا رشتہ رشنا کے لیے لے جانے پر بضد ہوتے ہیں وہ مانو آپا کی بات کا بھرم رکھنا چاہتے ہیں اور سعدیہ رشنا کو اب بہو بنانا نہیں چاہتی۔ دوسرے دن ہی پیاری دانیال سے رشتے سے انکار کردیتی ہے پیاری چاہتی ہے کہ پہلے دانیال اپنے گھر والوں کو اس رشتے کے لیے قائل کرلے لیکن فوری طور پر دانیال کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا ہے وہ دل برداشتہ ہوکر مانو آپا کے گھر آجاتا ہے۔ بلآخر بہشتن بوا مشہود کا انتظار کرتے ہوئے ابدی نیند سوجاتی ہیں۔ دانیال کو یہ خبر اسپتال سے موصول ہوتی ہے دانیال کمال فاروقی صاحب کو حالات سے آگاہ کرتا خود اسپتال پہنچتا ہے۔ پیاری بہشتن بوا کی رحلت کا سن کر بے ہوش ہوجاتی ہے۔

﴿اب آگے پڑھیں﴾

❁......❁......❁

بہشتن بوا جنت مکانی ہوئیں، پیاری آخری دیدار سے محروم رہی۔ ڈاکٹرز کی متفقہ رائے تھی کہ تدفین میں تاخیر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان کے تمام اعضاء سانس کی ڈوری ٹوٹنے سے قبل ہی دنیا آب و گل سے بے نیاز ہوچکے تھے۔ دانیال اور کمال فاروقی نماز جنازہ سے تدفین تک تمام مراحل میں ساتھ ساتھ رہے۔ کمال فاروقی قبرستان سے گھر کی طرف اور دانیال ہسپتال کی طرف روانہ ہوا جہاں پیاری زندگی موت کی جنگ میں آخری ہتھیار کے ساتھ بالکل تنہا تھی۔ چاروں اور سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی مگر دانیال کی رات کا دامن ساتویں آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔

❁......❁......❁

''دانیال رات سے جاگا ہوا ہے' آپ کو ساتھ لے کر آنا چاہیے تھا' ہو گیا کفن دفن' اب کیا قبر پر پھول پودے بھی لگا کر آئے گا۔'' سعدیہ رات سے بے آرام تھیں' دونوں باپ بیٹے نے سیل فون بھی بند کیے ہوئے تھے اس سے اعصابی تناؤ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ کمال فاروقی کو اکیلا دیکھ کر جیسے پھٹ پڑیں۔

من پسند غذا و مشروبات کا استعمال' مرضی کا آرام' اپنی شرائط پر ادائیگی فرض نفس کو بہت توانا بنا دیتا ہے۔ روحانی مسرتوں پر نفس کی لذتیں حاوی ہو جائیں تو زندگی بس موڈ کی محتاج بن کر رہ جاتی ہے۔ سعدیہ اس سے زیادہ نیکی افورڈ

نہیں کرسکتی تھیں۔ بیٹے کی بے آرامی نے سارا کاروبار ہی بڑھا دیا تھا۔ یہ کرنا تھا وہ کرنا تھا...... یہاں جانا تھا...... یہ بات کرنی تھی' اسے بتانا تھا' اسے سمجھانا تھا۔ پیری کیور کے لیے ٹائم لیا ہوا تھا ایک تو اپائمنٹ ہی مہینہ بھر پہلے ملتی تھی وہ بھی ہاتھ سے نکل جائے تو دو مہینوں میں اپنے پاؤں مور کے پاؤں لگنے لگتے تھے۔

"تھوڑی دیر میں آجائے گا' بچی ہوش میں نہیں ہے۔ اتنا تو راہ چلتے لوگ بھی کرلیتے ہیں' خوف خدا انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔" کمال فاروقی سعدیہ سے زیادہ تھکے ہوئے تھے' جھلا کر الٹ پڑے۔

"کسی نرس کے ہاتھ پر دس ہزار رکھیں' خونی رشتے دار بن جائے گی میرا بیٹا اتنی بے آرامی کا عادی نہیں ہے۔ کس ہسپتال میں ہے مجھے بتائیں میں جاتی ہوں اور سارا انتظام کرکے آتی ہوں۔" سعدیہ بہر حال ماں تھیں' فطرت سے تو لڑ نہیں سکتی تھیں چلتی ہواؤں تک سے لڑلیتی تھیں۔ فطرت میدان میں کودی تو کمال فاروقی کے جھاگ بھی بیٹھ گئے۔

"ایک دو گھنٹے دیکھ لو اگر وہ نہ آیا تو چلی جانا۔ یہ تو تمہاری طرف سے بہت بڑی نیکی ہوگی۔" یہ کہہ کر کمال فاروقی سیدھے اپنی خواب گاہ کی طرف بڑھ گئے۔ لہجے کی نرمی سے ماحول میں سرگرداں لُو لے تھپیڑے خود بخود ٹھنڈے جھونکوں میں تبدیل ہوگئے۔

"ہوں' ٹھیک ہے دیکھ لیتی ہوں۔" الجھن میں سرائل رہا تھا اعصاب خود بخود ڈھیلے پڑنے لگے۔

❀......❀......❀

پیاری قبل مسیح کی ممی کی طرح چت لیٹی تھی' آنکھیں بند تھیں۔ دونوں ہاتھ دائیں بائیں ٹوٹی ہوئی شاخوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ دراز خمیدہ مژگاں پر نمی کی چمک تھی' عالم رویا میں ماں سے لپٹی تھی یا پیشتر ہوا سے داغ مفارقت کے آنسو سر مژگاں تھے گویا لاشعوری دنیا میں بھی ماتم جاری تھا۔

دانیال نے عالم وارفتگی میں پیاری کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر دبایا' زندگی کی حرارت محسوس ہوئی اس نے طمانیت بھرا سانس لیا اور ٹکٹکی باندھ کر پیاری کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ جی بھر کر دیکھا' پہلی بار اس کے نقوش کی تراش کی نفاست کا ادراک ہوا۔ ہلالی ابرو سے لے کر ہونٹوں کی گہری تراش تک جوں از بر کیا گویا ذرا جو محو کیا تو کوئی فرد جرم عائد ہوجائے گی۔ صراحی دار موی گردن سے نیچے سفید و سرمئی باریک پرنٹ کے کرتے میں لگے سنہری بٹن جو قطار کی صورت میں سینے سے نیچے تک چلے جارہے تھے۔ گلابی ہونٹوں پر سفید خشک پپڑی جمی ہوئی واضح نظر آرہی تھی۔ دانیال کسی دنیا سے چونکا اور پانی کی بوتل اٹھا کر اپنی انگلی گیلی کی اور پیاری کے ہونٹوں کو تر کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر فوراً ہی رک گیا۔

ایک حیا دار لڑکی' جو کبھی جم کر اس کے سامنے کھڑی نہیں ہوئی اس کی طرف توجہ اور ارادے سے نہیں دیکھا۔ بے خبری کی اس کیفیت میں اس طرح چھونا کہ اگر اس کے ہوش و حواس بحال ہوں تو وہ کبھی یہ حرکت معاف نہ کرے اسے ایک جرم ہی لگا۔ اس نے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور سائیڈ ٹیبل سے کاٹن کا ایک پھویا نوچ کر گیلا کیا اور آہستہ آہستہ اس کے ہونٹوں پر پھیرنے لگا۔ اسی وقت لیڑ پٹر کرتی دو نرسیں اندر آگئیں۔

"ایکسکیوزمی! انہیں سی وی میں شفٹ کرنا ہوگا' آپ پلیز کاؤنٹر پر چلے جائیں۔" نرس نے مشینی انداز میں کہا اور کھٹ پٹ مشینوں کے ناک کان مروڑنے لگی۔

دوسری نرس گلوکوز کا بیگ اسٹینڈ سے اتار رہی تھی فوراً ہی دو وارڈ بوائے فرشتوں کی طرح نازل ہوئے اور بیڈ کے کل پرزے اوپر نیچے کرکے بیڈ کو باہر کی طرف پش کرنے لگے۔ دانیال از حد متفکر ہوگیا' یعنی صورت حال سنجیدہ ہوچلی تھی اسے کاؤنٹر پر جانے کا مشورہ اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ ایمر جنسی کی صورت حال کو فیس کرے اور جیب سے بڑے نوٹ نکالے اس نے والٹ نکالا دو تین ہزار سے زیادہ کا کیش نہیں تھا البتہ ویزہ کارڈ موجود تھا اس نے ویزہ کارڈ نکال کر والٹ دوبارہ جینز کی پاکٹ میں ٹھونسا اور اندیشہ مند' پریشاں خاطر کاؤنٹر کی طرف چل پڑا۔

❀......❀......❀

"بیٹا! میں مانو آپا کو بھیج رہا ہوں تم گھر آکر ریسٹ کرلو۔ تمہاری اپنی طبیعت خراب ہوگئی تو کام بڑھ جائے گا کم نہیں ہوگا۔" کمال فاروقی تین چار گھنٹے کی نیند لے کر اٹھے تو فوراً ہی دانیال سے رابطہ کیا۔ سعدیہ ایس پی اے گئی ہوئی تھیں رات کو اہم فنکشن اٹینڈ کرنا تھا۔ دانیال نے انہیں فون کرکے کہہ دیا تھا کہ وہ ایک دو گھنٹے تک گھر آجائے گا ان کی تسلی کے لیے جھوٹ کے ریکارڈ تو بنانا ہی تھے۔

''پاپا! پھپھو کو پریشان نہ کریں' اچھا نہیں لگتا۔'' دانیال نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
''بیٹا! ایسے وقتوں کے لیے ہی اپنوں کو روتے ہیں' یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اپنے پرائے کی پہچان ہوتی ہے۔''
''میں اپنی بہن کو جانتا ہوں' نفلوں کی بھوکی ہیں۔ بھلائی کرنے کے بہانے ڈھونڈ لاتی ہیں' بے لوث ہیں۔ کبھی بھلائی کا صلہ نہیں چاہتیں' جوان بچی ہے آگے پیچھے کوئی نہیں۔ آپا کے ساتھ ہوں گی تو وہ بھی بہت اچھا محسوس کرے گی۔ تمہاری خاطر تمہاری ماں بھی ایک دو روز کی مشقت برداشت کر سکتی ہے مگر سیدھی سی بات ہے میں نہیں چاہتا وہ بچی تمہاری ماں کا احسان اٹھائے' سو کی ایک بات۔'' کمال فاروقی کا انداز قطعی اور حتمی تھا۔
''او کے پاپا! تو پھر آپ پھپھو سے بات کر لیں۔'' دانیال نے بالآخر ہتھیار ڈال دیئے کیونکہ وہ باپ سے تو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ مجھے پیاری سے دور نہ کریں' میں آج کل عشق کی معراج پانے کے جتن کر رہا ہوں۔
''میں ڈرائیور سے کہتا ہوں' وہ آپا کو ہسپتال لے جائے گا۔''
''پاپا! پہلے آپ پھپھو سے بات تو کر لیں۔'' دانیال نے توجہ دلائی۔
''ہاں بالکل' میں ابھی ان سے بات کرتا ہوں۔'' رابطہ منقطع ہو گیا' دانیال وسیع کاریڈور کے کنارے پر کھڑا سوچ رہا تھا۔
''یہ بھی ٹھیک ہے' پھپھو کی وجہ سے بہت آسانیاں ہو جائیں گی۔''

❁❁❁
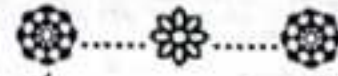
''ایسا کیسے ہو سکتا ہے' جوان جہان بچی اور کوئی آگے پیچھے نہیں۔ سگے سوتیلے' دور پار کے عزیز قرابت دار تو ہوتے ہی ہیں۔'' مانو آپا کو سخت اچنبھا ہو رہا تھا۔
''آپا ایسا نہیں ہے کہ اس کا کوئی نہیں' ہاں خاندان بہت مختصر ہے' کچھ رشتے دار باہر ہیں کچھ شہر سے دور۔ ایک سگا بھائی ہے جو کچھ دن پہلے ہی اغواء ہو گیا' پہلے رقم کا تقاضا ہوا بعد میں خاموشی ہو گئی۔'' کمال فاروقی نے اختصار سے کام لیتے ہوئے بتایا۔
مانو آپا تو یہ دل دہلا دینے والی خبر سن کر کہ بھائی اغوا ہو گیا تھرا کر رہ گئیں۔ لوگوں کی لگاتار چھینکیں سن کر دیسی گھریلو ٹوٹکے بتانے والی جن کو کبھی کبھی مذاق میں کمال فاروقی ہمدرد دواخانہ کہہ کر بھی چھیڑا کرتے تھے۔ انہوں نے تو گویا دکھیاری لڑکی کے دکھ اٹھانے کا بیڑہ ہی اٹھا لیا۔ ان کا مصروف ترین بھائی ان سے اخلاقی مدد و تعاون کا خواستگار تھا جس نے کبھی اپنے ذاتی کام کے لیے بھی ان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔
''میاں تم فکر نہ کرو' ڈرائیور کو بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ عالی جاہ اپنے کام سے نکل رہا ہے' مجھے ہسپتال ڈراپ کر دے گا' باقی وہاں دانیال تو ہے کوئی مسئلہ نہیں۔ ہسپتال پہنچ کر دانیال کو گھر بھیج دوں گی' بچے کو کھانا کھلا کر سلا دینا جانے کب سے بھاگا پھر رہا ہے۔'' مانو آپا کے ذہن میں بہت سے سوالات ابھرے تھے مگر صورت حال کے پیش نظر انہوں نے سلسلہ موخر کر دیا۔
''بہت شکریہ آپا!'' کمال فاروقی کی رگ و پے میں طمانیت اتر گئی یوں جیسے کہ کسی نے سارے بوجھ پھولوں کی طرح سمیٹ لیے ہوں۔
''ارے شکریہ کس حساب میں' میں تو نصیب والی ہوں بھائی کے آگے پیچھے پھرتی ہوں۔ کلیجہ بھی ٹھنڈا ہوتا ہے اور آنکھیں بھی' اللہ نظر بد سے بچائے' اپنے حفظ و امان میں رکھے' آمین۔'' پرخلوص ماں جائی کی آواز کانوں میں امرت بن کر ٹپک رہی تھی۔

❁❁❁

دانیال ہسپتال کے وسیع سرسبز لان میں گھاس پر پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا۔ ہسپتال کے ایمپلائز' وزیٹرز' ڈاکٹرز' سرجن' ایک کے بعد ایک آنے والی گاڑی' ایمبولینس' گارڈز کی سیٹیاں...... زندگی پوری قوت و رکاوٹ سے آزاد رواں دواں تھی۔ ابھی شام دور تھی اور رات بہت دور......
انکار تو کر چکی ہے' دل تو توڑ چکی ہے مٹھی سے ریت کی طرح پھسل گئی ہے پھر اندیشے اتنے جان لیوا کیوں ہیں۔ ہر سانس اس کی زندگی کی بھیک تو اس طرح مانگ رہی ہے جیسے زندگی اس کی زندگی سے مشروط ہو گئی ہو۔ آبشار پہاڑوں سے گرتے ہیں' دریاؤں میں ضم ہو جاتے ہیں۔ دریا کی روانی پر اضافی پانی سے کوئی فرق نہیں پڑتا' وہ اپنے سروں میں فطرت کے اشاروں پر بہتا ہے۔ گرتے آبشار' بہتے دریا' زندگی کی مقناطیسیت کا شعور اجاگر کرتے ہیں۔ دیکھنے والی نظر کو زندگی کی لطیف حرارت بخشتے ہیں بس اس کی روح بھی یہی چاہ رہی

تھی۔ دریا بہتا رہے سوتے خشک نہ ہوں کسی زمین کو سیراب کرے مگر بہتا رہے۔ کسی چاہنے والے کے لیے یہ احساس ہی کتنا طاقت ور ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے وہ جیتا رہے مسکراتا رہے جہاں رہے خوش وآباد رہے۔

عوام خلوص کے بندوں میں ایک خامی ہے
ستم ظریف بڑے جلد باز ہوتے ہیں

"بہت جلدی تھی تمہیں انکار کرنے کی اللہ تمہیں زندگی دے تمہارے انکار کے بعد دانیال نے نیا جنم لیا ہے۔" وہ گویا اس وقت زمان ومکان کی قید سے آزاد حالت مراقبہ میں تھا کہ جیب میں پڑے سیل فون کی وائبریشن نے اسے پھر جہانِ آب وگل کی چٹیل زمین پر لا پٹخا۔ اس نے جلدی سے سیل فون نکالا اور کالر کا نام دیکھا سامنے علی جاہ بلنک ہو رہا تھا۔

"ہیلو۔" اس نے فوراً کال ریسیو کی۔

"یار دانیال! تم کہاں ہو؟ میں ادھر ریسپشن پر ہوں اماں جان ساتھ ہیں۔" عالی جاہ کی آواز سماعت سے ٹکرائی تو ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"جسٹ آ منٹ بس میں تمہارے پاس آتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے عالی جاہ کی بات سنے بغیر فون جیب میں رکھا اور اندر کی طرف دوڑا۔ کمال فاروقی اسے فون پر بتا چکے تھے کہ آپا پہنچ رہی ہیں تم آپا کو اچھی طرح سمجھا کر ڈاکٹر سے ملوا کر فوراً گھر آ جانا۔ پھپھو اتنی جلدی آ جائیں گی اس کا اندازہ واقعی اسے نہیں تھا۔ وہ بھاگم بھاگ ریسپشن پر پہنچا تو واقعی مانو پھپھو عالی جاہ کے ساتھ بڑی بے قراری سے ٹہلتی نظر آئیں۔

"السلام علیکم پھپھو!" اس نے قریب جا کر سر کو ہلکا سا خم دے کر بہت ادب سے سلام کیا۔

"جیتے رہو یہ بتاؤ بچی کی طبیعت کیسی ہے؟ کچھ آرام ہے؟" وہ بڑی بے تابی سے سوال کرنے لگیں۔

"سی سی یو میں ہے ابھی تک ڈاکٹر نے کوئی اچھی خبر نہیں سنائی۔ دعا کریں۔" دانیال نے عالی جاہ سے مصافحہ کرتے ہوئے بہت فکر مندی اور گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔

"خیر سے بے بی کی عمر کیا ہے؟" عالی جاہ اپنے مخصوص لاابالی پن سے پوچھا۔

"مطلب......؟" اس نے حیران ہو کر مانو پھپھو کی طرف دیکھا۔ "اماں جان گھر سے بچی بچی کرتی آ رہی ہیں مگر یہ نہیں بتایا بچی کتنی بڑی ہے۔"

"افوہ...... اس افراتفری میں تمہیں تفصیلات بتاتی ہمارے لیے تو بچی ہی ہے ناں۔ تمہیں کب کہہ دیا میں نے کہ کوئی چھوٹی سی بے بی ہے۔" مانو آپا نے اعصابی تناؤ کی وجہ سے خوامخواہ عالی جاہ کو جھاڑ پلا دی۔

"آیئے پھپھو! میں آپ کو سسٹر سے ملواتا ہوں وہ آپ کو پیاری کے روم لے جائے گی۔ پیاری تو فی الحال وہاں نہیں ہے مگر جیسے ہی ہوش آئے گا وہ روم میں آ جائے گی۔"

"پیاری...... اوہ گڈ نیم...... مطلب پریٹی ایکسلینٹ۔" عالی جاہ کو نام نے چونکا دیا دانیال کو برا نہیں تو اچھا بھی نہیں لگا۔

"یہاں بچی کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں تم نام پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ ماں باپ پیار سے اپنے بچوں کو نام دیتے ہی ہیں۔" مانو آپا نے پھر جھاڑ پلا دی اور دانیال کے تعاقب میں چل پڑیں۔

ہسپتال تھا کہ بھول بھلیاں دانیال اپنی دھن میں تیز چل رہا تھا۔ مانو آپا ادھر اُدھر دیکھتے اپنے حساب سے دوڑ رہی تھیں اس خوف سے مبادا ذرا سی سست پڑیں تو گم ہو جائیں گی عالی جاہ واپس جا رہا تھا۔

❁......❁......❁
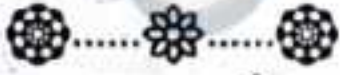
"یا اللہ تیرا شکر ہے کیسا بے سدھ سو رہا ہے پتا نہیں کتنا بھاگا دوڑا ہوگا۔" سعدیہ اپنے فنکشن سے فارغ ہو کر گھر لوٹیں تو پورچ میں دانیال کی گاڑی دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ سب سے پہلے اس کے کمرے میں جھانکا اسے بے سدھ سوتا دیکھ کر ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئیں۔ بیڈ روم میں آئیں تو کمال فاروقی کو لیپ ٹاپ میں مصروف پایا مگر اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی کوشش کی اور سب سے پہلے کلمہ تشکر ادا کیا۔

"ہوں......" کمال فاروقی نے بھی مصروفیت کے دوران ہنکارا بھرا۔

"اس کا مطلب ہے اس لڑکی کی طبیعت اب بہتر ہے کیا جنجال پال لیا ہے اس لڑکے نے آج کل کسے اتنی فرصت ہے۔"

"شکر ہے میرا بیٹا ماں پر نہیں گیا بہت انسانیت ہے اس میں شرم کرو کوئی زندگی موت کی جنگ لڑ رہا ہے تم اسے جنجال کہہ رہی ہو۔ سعدیہ بیگم برا وقت پوچھ کر نہیں آتا کچھ خوف خدا کرو۔" کمال فاروقی ایک دم بھڑک اٹھے۔ اس کیمسٹری کے اختلاف کی وجہ سے تو آج تک میاں بیوی کی نہیں بنی تھی

مگر عام مشرقی مردوں کی طرح وہ اپنی اولاد کی ماں کو نبھاتے چلے آرہے تھے۔ نوے فیصد سمجھوتہ شادیوں میں ان کی شادی کا بھی شمار ہوتا تھا۔

"ہاں بس ساری انسانیت آپ کے خاندان میں ہی آ گئی، ہم تو جنگل کے باشندے ہیں۔" سعدیہ نے ڈریسنگ کے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے انگارے چبائے۔

"الحمدللہ! اس میں تو کوئی شک ہی نہیں، مانو آپا! اس بچی کی دیکھ بھال کر رہی ہیں تو دانیال سو رہا ہے۔ ہماری خاندانی انسانیت ثابت ہو رہی ہے۔ تمہاری جگہ کوئی اور ماں ہوتی تو صبح ہی ہسپتال چلی جاتی اور تھکے ہوئے بیٹے کو آرام کرنے گھر بھیج دیتی مگر تمہیں تو نرس کو دس ہزار روپے دینے کا آئیڈیا ہی آسکتا ہے۔ نوٹ چھاپنے کی مشین ملی ہوئی ہے جس کا نام کمال فاروقی ہے۔" کمال فاروقی نے بدمزہ ہو کر لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر دیا۔

"ساری دنیا کے مرد کماتے ہیں، پیسہ عورت کے نصیب کا اور اولاد مرد کے نصیب کی جب شادی ہوئی تو دو سو گز کے مکان میں رہتے تھے آج میرے نصیب سے دو ہزار گز کی کوٹھی میں بیٹھے ہیں۔" سعدیہ کو ہار ماننے کی عادت ہی نہیں تھی، زچ ہونا کمال فاروقی کا مقدر تھا۔

"آج دو لائق فائق بیٹوں کے باپ ہیں، محنت کس کی ہے اسکول، کالج، یونیورسٹی ہر جگہ بچوں کے ساتھ گئی ہوں۔ ان کے مسئلے مسائل دیکھے ہیں، بیمار پڑے ہیں تو میں ہی ساتھ ہوتی تھی آپ تو صبح کے گئے رات کو آتے تھے۔ ڈرائیور چھٹی کرتا تھا تو بچوں کو خود اسکول چھوڑنے جاتی تھی اگر آپ نے اپنے کام کیے ہیں تو میں نے بھی پوری ڈیوٹی دی ہے۔" تھکی ہوئی سعدیہ کمال فاروقی کی تنقید پر بھڑک اٹھی تھیں۔

"تب ہی تو تھکی ہوئی ہو۔" کمال فاروقی کی طرف سے نہلے پر دہلا آیا۔

"ورنہ تو ہاتھ پکڑ کر کبھی کا نکال دیتے" آگے بھی تو بولیے رک کیوں گئے۔" سعدیہ وارڈ روب سے شب خوابی کا لبادہ نکالتے ہوئے غرائیں۔

"عقل مند کو اشارہ کافی، ماشاءاللہ بے وقوف تو نہیں ہو۔" اب کمال فاروقی کو غصے کی بجائے ہنسی آ گئی، صحیح دم پر پاؤں پڑا تھا۔

"ہونہہ......بہن نمبر بنانے کو ہسپتال بھی پہنچ گئیں۔"

"تو تم چلی جاؤ، انہیں گھر بھیج دو۔" کمال فاروقی نے بیڈ پر دراز ہو کر اپنی طرف کا لیمپ آف کر دیا۔

"دانیال کہے گا تو اس کی خاطر چلی جاؤں گی اور دو نرسیں ہائر کر کے اس کو ٹینشن فری کر دوں گی۔ پیسہ میرے بیٹے سے زیادہ نہیں ہے، اللہ کا شکر ہے مجھے کسی سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلال بھی سال میں دس ہزار ڈالر بھیج دیتا ہے۔" سعدیہ نے ڈریسنگ کی طرف جاتے ہوئے بڑے غرور سے احسان فاروقی کی طرف دیکھا۔

"یہ سعادت مند بیٹے تم جہیز میں ہی تو لائی تھیں۔" کمال فاروقی اب بڑی شگفتگی سے گویا ہوئے۔ یہ انداز معمول کا تھا، سعدیہ کا موڈ ایک دم سے کبھی ٹھیک نہیں ہوتا تھا، کمال فاروقی ہی شگفتہ ہو کر بحث سمیٹتے تھے۔

"ڈرامے باز عورتیں...... ہم سے نہیں ہوتے یہ ڈرامے۔" ڈریسنگ سے سعدیہ کی بڑبڑاہٹ سنائی دے رہی تھی۔

❁......❁......❁

رات ڈھائی بجے کا عمل تھا، مانو آپا تہجد کے نوافل ادا کر کے بڑی دل سوزی و رقت سے پیاری کے لیے دعا کر رہی تھیں۔ ایک احساس خون میں دورہ کر رہا تھا کہ یہ یتیم یسیر دکھیاری لڑکی اس وقت بے رحم حالات سے جنگ کر رہی ہے اللہ اس پر رحم کرے۔ ارتکاز اتنا گہرا تھا کہ نرس روم میں آئی تو انہیں پتا ہی نہ چلا۔ نرس نے چند ثانیے انتظار کیا پھر کھنکار کر متوجہ کیا۔ مانو آپا نے چونک کر نرس کی طرف دیکھا، ہاتھ اسی طرح دعائیہ انداز میں اٹھے ہوئے تھے۔

"مبارک ہو میم! آپ کی مریضہ کو ہوش آ گیا ہے۔ آپ بہت دل سے دعا کر رہی تھیں، لگتا ہے آپ کی دعا اللہ نے سن لی ورنہ رات ایک بجے تک تو ڈاکٹرز کو امید نہیں تھی۔" مانو آپا کی آنکھوں میں خوشی کی چمک لہرائی بے ساختہ دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرا اور کھڑی ہو گئیں۔

"تو کیا آپ اسے روم میں لا رہی ہیں؟" مارے خوشی کے ان کی زبان لڑکھڑانے لگی۔

"نہیں، اتنی جلدی نہیں کل دن میں انہیں شفٹ کریں گے۔ آپ ان سے مل سکتی ہیں مگر زیادہ بات مت کیجیے گا۔ ابھی وہ مکمل طور پر شاک سے باہر نہیں ہیں، پانی مانگنے کے علاوہ انہوں نے خود سے کوئی بات نہیں کی ہے۔

"ٹھیک ہے' ٹھیک ہے میں سمجھ گئی۔ شکر ہے ہوش آ گیا' ان شاء اللہ اب طبیعت سنبھل جائے گی۔ میں اسے سورۃ فاتحہ دم کر کے پانی پلاؤں گی تو دیکھنا بہت جلدی چلنے پھرنے لگے گی' ان شاء اللہ۔" مانو آپا بولتی ہوئی نرس کے تعاقب میں چل رہی تھیں۔

❀......❀......❀

نیند اچانک خود بخود ٹوٹی تھی' گہری نیند سے جاگنے کے سبب وہ چند لمحے غائب دماغی کی کیفیت میں چھت کی طرف گھورتا رہا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ پہلا خیال ہی اتنی سرعت سے آیا کہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"وہ کس حال میں ہے...... اسے ہوش آیا کہ نہیں...... مانو پھپو اس وقت جاگتی ہوں گی یا جاگتے جاگتے یک دم آنکھ لگ گئی ہو گی؟" اس نے ہاتھ بڑھا کر سرہانے سے اپنا سیل فون اٹھایا' اسکرین پر کوئی خبر نہیں تھی نہ کوئی میسج نہ مس کال......

"اس کا مطلب ہے حالات جوں کے توں ہیں۔" پھر ایک وزن سا کندھوں پر آ پڑا' جسم ڈھیلا پڑ گیا پھر دوبارہ بستر پر ڈھے گیا۔ بند کھڑکیوں دروازے سے ناامیدی نے سر پٹخنا شروع کر دیا' عشق ماتمی لبادہ اوڑھنے کو تیار نہ تھا۔

آواز و روشنی کی رفتار کی پیمائش ممکن ہے مگر عشق کی اڑان ناپنے کا کوئی معیار طے نہیں ہو سکتا۔ جھٹ پایہ عرش سے جا لپٹتا ہے' گویا حاملانِ عرش کو عشاق کی خبر گیری کے علاوہ کوئی اور کام نہ ہو۔ نورانی معارج پر پھلتے عشاق کو ہاتھ بڑھا بڑھا کر تھامتے رہیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا' اس کی ہر سانس پیاری کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔

گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی زندگی
بڑی اداس بڑی بے قرار گزرے گی

اسے اس زندگی سے خوف آ رہا تھا جو پیاری کے بغیر گزارنا تھی' اس نازک وقت میں وہ خود پر مکمل طور پر آشکار ہو رہا تھا۔ یہ انکشاف بہت دہلا دینے والا تھا کہ وہ روحانی مسرتوں کے لیے کسی کا محتاج ہو چکا ہے۔ بند کمرہ' رات کی خاموشی' دل کی سرکشی' اندیشوں کے درندے جن کے جبڑے اتنے کھلے ہوئے تھے کہ حلقوم کی گہرائیاں واضح تھیں۔

خوش کلام' خوش لباس' خوش آواز...... مگر اسے خوش نظر نہیں آ رہی تھی۔ یکسوئی وار نکاز نے اسے فطرت سے اتنا قریب کر دیا کہ دل نے بولنا شروع کر دیا۔ الوہی میٹھی آواز رحمن و رحیم کی تجلیاں برسیں تو مجاز پردے میں چلا گیا۔ حقیقت نے بازو پکڑ کر' بستر سے اٹھایا اس نے وضو کیا اور سجدے میں چلا گیا' ایک طویل سجدہ' اتنا طویل کہ مسجود کو بے بس و عاجز پر پیار آ گیا۔ دل کی راہداریوں سے سرگوشیاں سماعت ہو رہی تھیں' روح میں طمانیت اتر رہی تھی۔

❀......❀......❀

پیاری مکمل حواسوں میں نہیں تھی آنکھوں کے سامنے ابھی دھندسی تھی' وہ بڑی حیرت سے مانو آپا کی طرف دیکھ رہی تھی جنھوں نے اس کی پیشانی چومی تھی۔ ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا تھا' دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" مانو آپا کی دھیمی آواز پیاری کی سماعت سے ٹکرائی مگر اعصاب اتنے بوجھل تھے کہ ذہن پر زور ڈالتے ہی دماغ چکرانے لگا اس نے بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں۔

"میں دانیال کی پھپو ہوں۔" مانو آپا نے پیاری کی مشکل آسان کی ایک جھٹکا لگا جیسے انجانے میں زور سے ٹھوکر لگ جاتی ہے۔

"دا...... نیال......" بازگشت نے اسے حواسوں میں ڈال دیا۔

دانیال...... جیسے لباس کی طرح پہن چکی تھی' محبت کا گلابی لباس...... سرخ رنگ کی جذباتیت میں سفید رنگ کی پاکیزہ آمیزش ایک خاص تناسب سے ہو تو گلابی رنگ تخلیق ہوتا ہے اور یہ محبت کا علامتی رنگ ہے مگر اسے یاد آنے لگا کہ اس نے تو گلابی لباس اتار کر سیاہ لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

"پھر...... پھر...... وہ پھپو کہاں سے آ گئیں؟" وہ کب سے سو رہی تھی' اسے کیا ہوا تھا؟ وہ ہسپتال میں کیوں ہے؟ مسکن ادویات مزاحمت کر رہی تھیں جو خیال اڑان بھرتا تھا۔ اس کے پَر راستے ہی میں کٹ جاتے تھے۔ اسے چکر آنے لگے بے اختیار سر کو خود ہی دونوں ہاتھوں سے دبانا شروع کر دیا' مانو آپا گھبرا گئیں۔

"سر میں درد ہو رہا ہے بیٹا! ایک منٹ میں سسٹر کو بلاتی ہوں۔" انہوں نے آگے بڑھ کر بیڈ کے سرہانے لگے بٹن کو دبایا' چند سیکنڈ میں نرس اندر آ گئی اور بڑی پھرتی سے پیاری کے قریب چلی گئی تھی۔

"لگتا ہے اس کے سر میں درد ہے۔" مانو آپا نے کہا اور بہت بے ساختہ انداز میں اپنے نرم ہاتھوں سے پیاری کا سر دبانے لگیں۔ مانو آپا کا روحانی خلوص ان کے ہاتھوں سے اتر کر پیاری کے وجود میں سرائیت کرنے لگا۔

"ایک منٹ میں بی پی چیک کرتی ہوں۔" نرس نے جلدی سے بی پی چیک کرنے کی تیاری شروع کردی۔ پیاری کا ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا مگر نقاہت کی انتہا تھی کہ آنکھیں کھولنا بھی کارِ مشقت لگ رہا تھا۔

❀......❀......❀
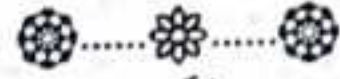
وہ اپنی کار پورچ سے نکال کر اس حال میں روڈ پر آیا کہ جسم پر ملگجا شب خوابی کا لباس تھا۔ حواس بکھرے بکھرے منتشر تھے والٹ اور موبائل برابر والی سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔ صبح کاذب کا وقت ہونے کی وجہ سے روڈ پر بہت ہی کم ٹریفک تھا' کوئی ٹرالر یا کوئی کار وقفے وقفے سے گزر جاتی تھی۔ روڈ صاف ہونے کا وہ مکمل فائدہ اٹھا رہا تھا' کار سو کلومیٹر کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔

محبتوں میں اندیشوں اور دھڑکوں کا وہی تعلق ہے جو سر کا جسم کے ساتھ اس نے جان بوجھ کر مانو پھپو کو فون نہیں کیا تھا وہ کوئی ایسی خبر سننا نہیں چاہتا تھا جو اس کی ساری توانائیاں چوس کر وقتی طور پر مفلوج کردے۔ وہ بند ذہن کے ساتھ کسی روبوٹ کی طرح کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

❀......❀......❀
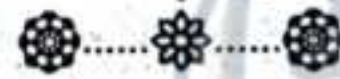
"پھپو آپ کب سے یہاں ہیں؟" پیاری کے حلق سے آواز جیسے پھنس پھنس کر نکل رہی تھی۔ مانو آپا نے محسوس کیا کہ پیاری کچھ بولنے کی کوشش کر رہی ہے تو اپنا دایاں کان اس کے قریب کرکے چوکس ہوگئی تھیں۔ پیاری کا سوال سن کر بڑی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"بیٹا! میں دوپہر ڈھلنے سے پہلے آ گئی تھی' اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا۔ میں نے بہت دعائیں کیں' بس ابھی تم آرام کرو ڈاکٹر نے زیادہ بولنے سے منع کیا ہے۔ ان شاء اللہ صبح تک تمہاری طبیعت اور سنبھل جائے گی' ہمت سے کام لو بیٹا! رب العالمین اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔" مانو آپا نے جھک کر اس کی پیشانی چوم لی۔

خلوص مانو آپا کے ہونٹوں سے دریا کی طرح بہتا ہوا اس کے دل میں اتر گیا۔ پہلی بار ملنے والی مانو آپا ایک لمحے کے لیے بھی تو اسے نئی یا اجنبی محسوس نہیں ہوئیں معاً اسے ایک خیال نے چونکا دیا اس نے نظریں گھما کر ادھر اُدھر دیکھا۔

"آپ اکیلی ہیں؟"

"اکیلی کہاں ہوں' تم ہو ناں میرے پاس۔ ہم دو ہیں اکیلا تو ایک کو کہتے ہیں۔" مانو آپا نے شگفتہ انداز میں جواب دیا۔ پیاری کے خشک ہونٹ بمشکل پھیلے اس نے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔

"دو ہیں......" بہت واضح جواب ملا تھا' یعنی اس وقت وہ دشمن جان موجود نہیں مگر اس کی پھپو کی موجودگی اس بات کی ضامن ہے کہ وہ سائے کی طرح اس کے ساتھ ہے۔ بہت کچھ یاد آنے لگا' اس نے نڈھال انداز میں آنکھیں بند کرلیں۔

"پھپو! مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جایئے گا۔" پیاری کی آواز اسی طرح شکستہ اور لڑکھڑائی ہوئی تھی' جیسے وہ ساری قوت مجتمع کرکے بولنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"میں یہاں تمہارے لیے آئی ہوں' تمہیں اکیلا کیوں چھوڑوں گی؟" مانو آپا نے اسی طرح شہد آگیں لہجے میں اسے تسلی دی۔

"مگر بیٹا! اس جگہ اٹینڈنٹ کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں' صبح تمہیں کمرے میں پہنچا دیں گے میں تمہارے کمرے ہی میں ہوں۔" مانو آپا نے اب اسے وضاحت سے سمجھایا۔

"مجھے کیا ہوگیا تھا؟ مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا۔" پیاری بہت بڑے شاک سے گزر کر جیسے چند گھنٹوں میں بوڑھی ضعیف ہوگئی تھی۔ اعصاب یوں ہلے ہوئے تھے جیسے شدید زلزلے سے زمین ہلتی ہے اور کافی دیر تک آفٹر شاکس آتے رہتے ہیں۔ وہ دانیال کے بارے میں کچھ سوچنا چاہتی تھی اسے توجہ سے یاد کرنا چاہتی تھی۔

"میم آپ روم میں چلی جائیں' ابھی ان کو میڈیسن دیں گے تو یہ سو جائیں گی' ان شاء اللہ صبح تک بہت بہتر ہو جائیں گی۔" نازک اندام کم عمر فریش نرس بہت شائستگی سے مانو آپا کے قریب آ کر کہہ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ بیٹا تم پریشان نہ ہونا میں یہیں ہوں تمہارے پاس۔" مانو آپا نے چلتے چلتے پھر پیاری کو تسلی دی۔ پیاری نے نقاہت کے ساتھ سر ہلانے کی کوشش کی۔ مانو آپا شکرانہ کہتی کمرے سے باہر نکلیں تو سامنے ہی دانیال تیز گام کی طرح آتے دیکھا' دانیال پھپو کو دیکھ کر بہت جذباتی انداز میں

ان کے قریب آیا۔
"پیاری کیسی ہے پھپو؟"
"پیاری بہت پیاری ہے میری جان! شکر ہے اسے ہوش آ گیا۔" مانو پھپو دانیال کو سامنے پا کر تازہ دم ہو گئیں۔
"تھینک گاڈ!" دانیال کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔
"الحمدللہ کہتے ہیں بیٹا! ہم جس کی عبادت کرتے ہیں اس نے اپنا تعارف "اللہ" کہہ کر کرایا جب ہم بہانے بہانے سے اللہ کہتے ہیں تو اسے بہت اچھا لگتا ہے۔" مانو آپا نے اپنی بزرگی ثابت کی۔
"شکر الحمدللہ!" دانیال نے قدرے خجل ہو کر کلمہ شکر ادا کیا۔ "آپ سے کوئی بات ہوئی؟" دانیال نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔
"ہوں...... میں نے اسے بتایا کہ میں دانیال کی پھپو ہوں' اس کے باپ کی بڑی بہن تو وہ بہت خوش ہوئی' مطمئن ہو گئی۔"
"خوش ہوئی......؟" دانیال چونکا پھر مسکرا دیا۔ (پھپو کو لگا ہوگا)
"تم کیوں بے وقت چلے آئے فون کر کے خیریت پتا کر لیتے۔" اب مانو پھپو کو پھر اس کی بے آرامی پر قلق ہوا۔
"فون میں نے اس لیے نہیں کیا کہ پتا نہیں آپ کب سوئی ہوں گی' اتنی سخت ڈیوٹی دے رہی ہیں' آپ کو بھی آرام ملنا چاہیے۔"
"بہت پیاری ڈیوٹی دے رہی ہوں' تم میری فکر نہ کرو۔ عالی جاہ نے اپنے ملازم کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا تھا حالانکہ میں نے اسے منع بھی کیا تھا۔"
"دیکھ لیں پھر آپ کہتی ہیں کہ عالی جاہ کو آپ کی پروا نہیں ہے۔ لاابالی اور غیر ذمہ دار ہے۔" دانیال بہت ہلکا پھلکا ہو کر بات کر رہا تھا' ذہن پیاری کی طرف لگا ہوا تھا دل مچل مچل کر جیسے ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا۔
"ماں کے بغیر گھر دیکھا تو ماں کی قدر پتا چلی' وہ تو میں ایسے ہی اس کی رسیاں کستی ہوں آخر اولاد ہے میری۔" مانو آپا کے لہجے میں مامتا مسکرانے لگی۔
"ٹھیک ہے پھپو! آپ آرام کیجیے' میں پیاری سے مل کر گھر چلا جاؤں گا۔" دانیال نے پیاری سے ملاقات کو پر تو لے۔
"ابھی تو تم سیدھے گھر جاؤ' ملاقات کی اجازت نہیں ہے۔ نرس نے دوا دی ہوگی وہ سو گئی ہوگی یا نیند میں ہوگی۔"
"اجازت نہیں ہے؟" دانیال کو لگا اس کے جبڑے میں کسی نے لگام پھنسا ڈالی سارا جوش و خروش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔
"ہاں' نرس نے مجھے بھی وہاں سے ٹہلا دیا۔ بیٹا! آرام کرنے کا موقع ملا ہے' آرام کر لو۔ دن چڑھتا ہے تو بہت کام ہوتے ہیں۔" مانو آپا نے دانیال کے سر پر ہاتھ پھیرا۔
چائے کی پیالی ہونٹوں کو چھو کر ہاتھ سے چھوٹی اور کرچی کرچی ہو گئی' مانو پھپو اپنے راستے پر گامزن تھیں وہ کھڑا سر کھجا رہا تھا۔

❁......❁......❁

صبح سات بجے پیاری کا بی پی اور ای سی جی چیک کیا گیا تو نارمل آیا۔ اس کے فوراً بعد ہی اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا۔ ساتھ ہی اسے ہلکی پھلکی غذا دینے کی ایڈوائز بھی آ گئی۔ مانو پھپو تو صبح صبح کیفے ٹیریا میں جا کر چائے اور سینڈوچ کا ناشتا کر کے آ گئی تھیں۔ پیاری کا ناشتا ہسپتال کی طرف سے ہی آیا' مگر پیاری نے آدھا گلاس دودھ اور بوائل انڈے کے علاوہ کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ ناشتے کے بعد اس کو دوا دی گئی۔
وہ بالکل خاموش تھی کمرے کے بلائنڈز سرکا دیے گئے تھے' چاروں طرف نئی صبح کی چمکیلی دھوپ بکھری ہوئی تھی۔ قدرتی روشنی میں پیاری کا چہرہ تیار گندم کے تازہ خوشیوں کی طرح چمک رہا تھا۔ مانو آپا نے دزدیدہ نظروں سے سرسبز جوانی کا سرشار موسم دیکھا۔
"کتنی معصومیت ہے اس کے چہرے پر' ماشاء اللہ۔ اللہ اسے اپنے حفظ و امان میں رکھے' چھوٹی سی عمر میں بڑی افتاد ہے۔ دانیال بتا رہا تھا خاندانی لوگ ہیں۔ میرا عالی جاہ بے پروا ضرور ہے مگر برے کاموں میں نہیں ہے۔ کھاتا کماتا ہے' بیوی بچے سنبھال سکتا ہے۔ آخر اس کی شادی تو کرنا ہے' پیاری جیسی صابر و سمجھدار لڑکی اس کو بہت اچھی طرح سنبھال سکتی ہے۔ بچی کو بھی عزت کا ٹھکانہ مل جائے گا۔ دانیال بھی بے فکر ہو جائے گا' بچہ دوست کی ذمہ داری سنبھال رہا ہے۔ بہت نیک ہے میرا بچہ! آج کل کے زمانے میں کون اس طرح دوستیاں نبھاتا ہے جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھو خلق خدا نفسی نفسی پکارتی بھاگ رہی

ہے آہا....." مانو آپا نے ٹھنڈی سانس بھری۔
نئے خیالات کے ساتھ پیاری کو دیکھنے کے انداز بھی بدل گئے اب اسے یوں اپنائیت سے دیکھ رہی تھیں گویا انگوٹھی پہنا کر مہر لگادی ہو۔
"گھر تو اپنا ہے ناں بیٹا!" ایک خیال کے تحت سوال پھسل گیا۔
"جی پاپا نے بنایا تھا۔ فیکٹری بھائی نے بنائی تھی۔" پیاری نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔
"فیکٹری تو پھر بند ہوگئی' اللہ تمہارے بھائی کو ساتھ خیریت واپس لائے' وہ ہی آ کر اپنا کام دیکھے گا۔" مانو آپا کے لہجے میں دکھ اور آس کی ملی جلی کیفیت تھی۔
"نہیں' فیکٹری میں تو کام ہورہا ہے' فیکٹری کیسے بند ہوسکتی ہے؟ دو تین سو لوگوں کا روزگار ہے فیکٹری سے۔ امین سبزواری منیجر ہیں وہ اور دانیال مل کر فیکٹری کے کام دیکھ رہے ہیں۔ دانیال نے بتایا تھا کہ اس مرتبہ کی سیلری سب کو مل گئی ہے۔" پیاری نے اپنے خیالات کے بیچ رک کر مانو آپا کو تفصیلی جواب دیا۔
"آئے ہائے...... یہ تو مال دار بچی ہے' دس لالچی اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ اس بچی کا تو بہت خیال رکھنا ہوگا۔" مانو آپا نے ہول کر سوچا۔ "اسی دولت کی وجہ سے تو اس بے چاری کے بھائی کو اٹھا کر لے گئے۔" مانو آپا کا ذہن اب ہوا کی رفتار سے چلنے لگا تھا۔
"خوب صورت مال دار لڑکی' اس کی دیکھ بھال تو ویسے ہی بہت مشکل کام ہے اللہ یہ مال اس کے بھائی کو مبارک کرے۔ ہمیں تو بچی نے اپنا بنالیا ہے' عالی جاہ بھی آتا ہوگا اچھا ہے وہ پیاری کو دیکھ لے پھر کمال سے بات کرتی ہوں۔" مانو آپا نے تو بیٹھے بیٹھے اپنے تئیں پکا فیصلہ کرلیا تھا۔
یہ عین فطری عمل ہے' کنوارے بیٹے کی ماں ہر پری چہرہ کو توجہ سے دیکھتی ہیں۔ بیٹے کو جنم دیتے ہی چاند سی بہو کے خواب آنا شروع ہوجاتے ہیں۔ پیاری تو وہ چاند چہرہ تھا جس کے اطراف گھیرے سیاہ بادلوں کا دبیز حلقہ تھا۔ گھیرے سیاہ بادلوں کے بیچ تو چاند کی روشنی نمایاں ہوتی ہے۔
رشنا سے دست برداری کے بعد تو وہ اسی کی ٹکر کی لڑکی کی تلاش میں تھیں جیسے سعدیہ دیکھیں تو دیکھتی رہ جائیں اور مان لیں کہ انہوں نے مانو آپا کے ساتھ زیادتی کی تھی جس کا صلہ اللہ نے بلآخر مانو آپا کو دے ہی دیا۔ اتنی اہم فیصلہ کن صورت حال کے بعد تو خود بخود ان کے انداز میں خصوصی توجہ اور محبت اس طرح ٹپکنے لگی گویا شہد کی مکھیوں کی محنت سے چھتہ تیار ہونے کے بعد بوجھل ہوجاتا ہے اور شہد ٹپکنے لگتا ہے۔
اب تو پیاری کو دیکھنے اور اس سے بات کرنے کا انداز ہی بدل گیا۔ تکلف' اجنبیت کا عنصر تو ہلکے بادل کی طرح اڑ گیا' اب تو طرز کلام ایسا تھا گویا انگوٹھی پہنائے پانچ برس ہوگزرے یا پہلی بار پوتے کی دادی بننے کے بعد ساس' بہو کے آگے پیچھے پھرتی ناز نخرے اٹھاتی نظر آتی ہے۔ پیاری کے منہ سے لفظ پھوٹ نکلتا اور مانو آپا کے وجود میں بجلیاں دوڑنے لگتیں۔ وہ پانی مانگتی تو ان کا بس نہ چلتا کہ گود میں لے کر پانی پلائیں' پیاری کی حیثیت تو اب ایک چھپے ہوئے خزانے جیسی تھی جسے ایک حادثے نے بازیافت کیا تھا یا دریافت کیا تھا۔
ایک نظر عالی جاہ کو دکھا دینا چاہیے اس سے زیادہ مناسب موقع کیا ہوگا۔ بعد میں دیکھنے دکھانے کے چکر میں خوامخواہ وقت ضائع ہوگا۔
"بیٹا! میرے کمرے سے میری ہزاری تسبیح لے آنا' مجھے اس کی عادت ہے۔" تسبیح کی عارضی وقتی مفارقت سے وہ خاصی بے چینی محسوس کررہی تھیں عالی جاہ کو بلا بھیجنے کا ایک سچا بہانہ ہاتھ لگ گیا۔
عالی جاہ کی مذہبی پرفارمنس خاصی لولی لنگڑی تھی' جھٹ تسبیح لے کر حاضر ہوگیا کہ ماں جو روز ہزاری تسبیح پڑھ کر اس کے لیے دعائیں کرتی ہے وہ دعائیں دو دن سے زمین و آسمان میں معلق ہوں گی ویسے بھی شیرازی صاحب کی کرولا انڈس فروخت ہو کر نہیں دے رہی تھی جس کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ کھڑے کھڑے فروخت ہوجائے گی اور دو لاکھ کا سیدھا سیدھا پرافٹ اس کی جیب میں ہوگا۔
"دو دن سے اماں نے تسبیح نہیں پڑھی' اسی لیے گاڑی کا سودا ہو کر نہیں دے رہا۔" بہت پیار و محبت سے تسبیح لے کر ماں کی خدمت میں حاضر ہوگیا' اتفاق سے پیاری اس وقت واش روم میں تھی' روم خالی تھا۔
"اماں! آپ ابھی کتنے دن یہاں رکیں گی؟ سعدیہ مامی کو بلوالیں اور گھر آ کر ریسٹ کرلیں ورنہ آپ خود بیمار ہوگئیں تو مسئلہ ہوگا۔" عالی جاہ نے ماں سے لاڈ کیا' درحقیقت وہ ماں کے بغیر گھر میں بہت بے چینی محسوس کررہا تھا۔

مانو آپا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش ہونے کا اشارہ کیا' جس سے وہ الجھن میں پڑ گیا کہ خالی کمرے میں اتنی احتیاط کیوں کی جارہی ہے' اسی وقت ماحول میں کھٹاک کی آواز ابھری ساتھ ہی واش روم کا دروازہ کھلا۔ عالی جاہ نے چونک کر آواز کی سمت توجہ کی۔ پیاری کی چوٹی کے بل کھل گئے تھے' بالوں کی بے ترتیبی آخری مراحل میں تھی۔ کئی دن بعد آج ٹھیک سے منہ دھویا تھا اور کچھ زیادہ ہی صابن رگڑ لیا تھا' چہرہ گلابی گلابی محسوس ہو رہا تھا۔

قدم رکھنے میں نقاہت کا تاثر تھا مگر اس نے ابھی قدم تو ایک ہی رکھا تھا' دوسرا قدم اٹھاتے ہی رک گئی تھی' جھجک گئی تھی۔ سامنے ایک لمبا تڑنگا سرخ وسفید نوجوان پوری آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا جس نے اپنی شخصیت میں انفرادیت پیدا کرنے کے لیے سارا زور اپنی مونچھوں پر لگا دیا تھا۔ گھنی دراز مونچھیں جو کناروں پر خم کھا رہی تھیں اور اسے خاصہ رعب دار بنا رہی تھیں۔ ان مونچھوں کی وجہ سے اسے بھتہ خوروں کے ساتھ معاملات طے کرنے میں قدرے آسانی رہتی تھی۔ پہلی نظر میں تو وہ خود ہی کوئی بھتہ خور دکھائی پڑتا تھا۔

''آرے رک کیوں گئیں' آؤ بیٹا! یہ میرا بیٹا عالی جاہ ہے۔''

''السلام علیکم!'' پیاری کی آواز بہت ہی دھیمی تھی' انداز شائستہ تھا۔ عالی جاہ یوں بیٹھا تھا گویا کوئی افتاد پڑی تھی' سلام کا جواب دینا ہی بھول گیا۔

''یہ پیاری ہے عالی جاہ! اللہ کا شکر ہے اب اس کی طبیعت کافی بہتر ہے مگر کمزوری بہت ہے۔ ڈاکٹر کہہ رہے ہیں ابھی دو تین دن اسے یہاں رکنا ہوگا۔''

''یہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے کہ یہ پیاری ہے' اماں اس کا نام بتانے کے بجائے تعریف کیوں کررہی ہیں؟'' عالی جاہ سوچ رہا تھا مگر بولا نہیں۔

''ان کو کیا ہوا تھا اماں! کیا ڈینگی ہوگیا تھا؟'' عالی جاہ اپنے مخصوص غیر محتاط انداز میں ماں سے کلام کررہا تھا' مانو آپا تو جز بز ہو کر رہ گئیں۔

''لئے ہائے...... خدانخواستہ ایسی خوف ناک بیماری کا نام بھی نہیں لیتے' اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔'' مانو آپا نے بیٹے کو ٹوکا' انداز میں بہت شرمساری بھی تھی۔

''لیکن ہسپتال میں ایڈمٹ تو وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ کوئی سیریس پرابلم ہوتی ہے۔'' عالی جاہ پر ماں کے انداز و ادا سے کوئی فرق نہ پڑا۔

''اچھا اب تم اپنے کام دیکھو۔'' مانو آپا نے بات بڑھانے کے بجائے سمیٹی' خطرہ تھا کہ عالی جاہ مزید کوئی عالمانہ سوال نہ کر بیٹھے اور فرسٹ امپریشن از دی لاسٹ امپریشن کے بجائے فرسٹ آپریشن از دی لاسٹ آپریشن کی صورت حال پیدا ہو جائے۔

پیاری آہستہ آہستہ قدم رکھتی بیڈ کی طرف آ گئی۔ عالی جاہ کی موجودگی کی وجہ سے بہت محتاط نظر آرہی تھی' عالی جاہ کی نظریں مستقل پیاری پر تھیں۔ وہ کار ڈیلر تھا' روز لاکھوں کے سودے کرتا کراتا تھا۔ بھانت بھانت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا جن میں اشرافیہ بھی ہوتی تھی اور جرائم پیشہ بھی۔

اس طرح کے بیوپار کرنے والوں کا اندازِ نظر بہت بے باک اور واضح ہوتا ہے۔ وہ گاڑیوں اور انسانوں کو ایک ہی انداز میں دیکھتے تولتے ہیں۔ مانو آپا کو وہ آسانی سے اٹھتا دکھائی نہ دیا تو پیاری کی نظر بچا کر بیٹے کا ہاتھ آہستہ سے دبا کر اسے روانگی کا اشارہ دیا۔ عالی جاہ بات کے بجائے اشارے پا کر گھبرا کر کھڑا ہوگیا کہ شاید اس نے کوئی نامعقول حرکت کی ہے. جو ماں اشارے سے کام لے رہی ہے۔

''اماں ایک بجے تک آپ کو کھانا بھجوادوں گا' کسی خاص چیز کا موڈ ہے تو بتایئے۔'' وہ اب نظروں کا زاویہ بدل کر ماں کو دیکھنے لگا۔

''یہاں سب کچھ ملتا ہے بیٹا! تم تردد نہ کرو' مجھے کچھ چاہیے ہوگا تو میں خود تمہیں فون کرکے کہہ دوں گی۔'' پیاری بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی تھی سر بھی جھکا ہوا تھا اور نظریں بھی۔ عالی جاہ نے نکلتے نکلتے پیاری پر پھر ایک غیر ارادی نظر دوڑائی۔

''اللہ حافظ۔'' یہ اللہ حافظ غالباً دونوں کے لیے تھا مگر پیاری نے اب بھی نظر نہیں اٹھائی۔ عالی جاہ میں خودنمائی کا جذبہ بہت تھا وہ شوروم جانے سے پہلے اتنے اہتمام سے تیار ہوتا تھا کہ لوگ گاڑی کے بجائے اسے دیکھیں اور دیکھتے رہ جائیں پھر جو وہ کہے مان لیں جو دام بتائے قبول کرلیں۔

پہناوا اور خوش بو دونوں ہی زبردست ہوتی تھی اس وقت بھی وہ گلابی اور سیاہ چیک کی شرٹ اور سیاہ ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ چم چم چمکتے بالی شوز' سیاہ دائروں والی گلابی ٹائی' ڈائمنڈ کی ٹائی پن ہیئر کٹ ایسا جس سے اس کی مردانگی اجاگر

ہو۔ چھ فٹ سے اونچے قد اور روز لاکھوں کی گنتی کی وجہ سے ایک اعلیٰ درجے کی خود اعتمادی تو ویسے ہی اس کی چال سے جھلکتی تھی مگر اس لڑکی نے تو دیکھ کر نہ دیا' جیسے وہ عالی جاہ نہ ہو جیک پانا اٹھائے کسی ورکشاپ کا چھوٹا ہو' بے مزہ سا ہو کر باہر نکل گیا تھا۔

مانو آپا اب بہت پرسکون تھیں' انتہائی اہم مرحلہ آسانی سے طے ہوگیا تھا۔ اب گھر میں جب چاہے پیاری کے حوالے سے بات کی جاسکتی ہے' عالی جاہ کے جاتے ہی پیاری بیڈ پر دراز ہوگئی تھی۔

❀......❀......❀
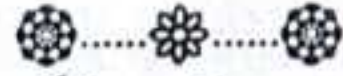
"مانو آپا ہیں ناں اس کے پاس پھر کیوں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو؟" سعدیہ نے دانیال کو عجلت کے انداز میں ناشتا کرتے دیکھا تو قدرے خفگی سے ٹوکا۔

"ممی! پھپو کل سے وہاں ہیں' پتا نہیں انہوں نے ریسٹ بھی کیا یا نہیں۔ میں رات ڈھائی بجے گیا تو وہ جاگ رہی تھیں۔" دانیال اپنی دھن میں بولتا چلا گیا۔

"نہیں......تم رات کو بھی گئے تھے؟ جب مانو آپا وہاں تھیں تو تمہیں راتوں کو اتنی بھاگ دوڑ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ انہیں اس لیے اس لڑکی کے پاس بھیجا تھا ناں کہ تم ٹھیک سے ریسٹ کرلو۔" سعدیہ تو بھنا کر رہ گئیں ان کے لیے تو یہ انتہائی پریشان کن خبر تھی کہ وہ آدھی رات کے بعد بھی گھر سے نکلا تھا۔

"ممی! انتہائی نازک حالت میں راہ چلتے لوگ بھی مدد کردیتے ہیں' میرے بیسٹ فرینڈ کی فیملی ہے یہ میری ذمہ داری ہے۔" دانیال نے جلدی جلدی چائے میں شکر ملاتے ہوئے اب قدرے برا ماننے والے انداز میں کہا۔

"اصولاً تو مانو پھپو کے بجائے آپ کو اس کے پاس ہونا چاہیے تھا آپ میری ماں ہیں۔ اخلاقاً آپ کا فرض بنتا ہے۔" دانیال بہت سنجیدگی سے اور صاف صاف بات کررہا تھا۔ اس لیے کہ عجلت کے لمحوں میں صاف صاف بات کرکے ہی جان چھڑائی جاتی ہے۔

"میں کبھی ان لوگوں سے نہیں ملی' نہ کبھی راہ چلتے سلام دعا ہوئی' میری ڈیوٹیاں کیسے لگ گئیں۔ تمہارا دوست فیکٹری چلا رہا تھا کوئی غریب مسکین نہیں ہیں وہ لوگ کہ نرس کو پیسے نہ دے سکیں' دو چار دن کی بات ہے جہاں اتنا خرچہ ہورہا ہے بس پچیس ہزار اور خرچ ہوگئے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مانو آپا کا احسان لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔" نازک طبع' موڈی آرام پسند سعدیہ کو بیٹے نے ڈیوٹی کا احساس کیا دلایا کہ جیسے انہیں بھڑیں ہی چمٹ گئیں۔ ٹھیک ٹھاک سیخ پا ہوگئیں۔

دانیال نے اب اپنی عمر سے زیادہ فراست کا مظاہرہ کیا اور جلدی جلدی چائے کے دو تین گھونٹ لے کر چیئر دھکیل کر کھڑا ہوگیا۔ نیپکن اٹھا کر ہونٹ صاف کیے' ہاتھ پونچھے اور ٹیبل سے چابی اٹھا کر باہر کی طرف چلا۔

"اللہ حافظ ممی!" اس نے بہرحال اپنا اخلاقی فرض ضرور ادا کیا۔ سعدیہ دیکھتی رہ گئیں' اتنی لمبی تقریر کے جواب میں صرف اللہ حافظ ہی ملا تو سیدھا سا مطلب پلے پڑتا تھا کہ بیٹا غصے کی حالت میں جارہا ہے۔ وہ مزید کچھ کہنے کے لیے الفاظ ہی ڈھونڈتی رہ گئیں وہ منظر سے غائب ہوچکا تھا' اب کھڑی سوچتی رہ گئیں اتنا کچھ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پتا نہیں کیسی لڑکی ہے کہیں ضد میں کچھ الٹا سیدھا نہ کر بیٹھے ویسے بھی بہت ہمدرد بن رہا ہے۔

"یہ میں نے کیا کیا؟" اب کھڑی پچھتا رہی تھیں۔

رات کو آتا بھی تھا تو سمجھو باہر رات گزارنے کا بہانہ ہاتھ آگیا ہے' لگتا ہے مجھے ایک چکر تو ہسپتال کا لگانا ہی پڑے گا۔ اس لڑکی کو دیکھنا تو چاہیے' خدانخواستہ کوئی چکر نہ ہو آج کل کی لڑکیاں تو ویسے بھی بہت شارپ ہیں' کام کے لڑکے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں ماں باپ منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔" مدت بعد وہ بہت ٹھنڈے دماغ سے حالات وواقعات کا تجزیہ کررہی تھیں۔ کافی دیر سے صوفے کی پشت پر ہاتھ دھرا تھا' اندیشے اور تفکر نے وقتی طور پر نڈھال سا کردیا تو گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئیں۔

❀......❀......❀

پیاری ہسپتال کے مخصوص نیلے چیک کے شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھی' ڈھیلے ڈھالے لباس میں بکھرے بالوں کے ساتھ وہ ایک نظر میں پہچانی نہیں جاتی تھی۔ مانو آپا ستانے کے لیے اٹینڈنٹ بیڈ پر لیٹیں تو شب بیداری کی وجہ سے فوراً گہری نیند سوگئیں۔ پیاری نے ان کے سونے کے انداز سے ان کے آرام کی ضرورت کو محسوس کیا اور محتاط ہوگئی کہ کسی قسم کی آہٹ یا آواز پیدا نہ ہو۔

اسے اٹھنے چلنے پھرنے میں بہت نقاہت محسوس ہورہی تھی مگر وہ مارے حیا کے اپنی قوت ارادی کو کام میں لارہی تھی۔

ایک مرتبہ بھی اس نے مانو آپا کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ اسے چلتے ہوئے یا واش روم تک جاتے ہوئے چکر آرہے ہیں۔ ہوش میں آنے کے بعد جب وہ پہلی بار بیڈ سے اتری تو مانو آپا لپک کر اسے تھامنے آئی تھیں۔

"ٹھیک ہے پھپو...... میں چلی جاؤں گی۔" اس نے شرمساری کے انداز میں کہا تھا۔ اندر سے دل رو پڑا تھا' دو دن میں یہ حالت ہوگئی عمر بھر کا کھایا پیا ضائع کردیا۔ کہاں گئیں میری توانائیاں' چند راتوں نے بوڑھا کردیا۔

بوا اسی برس کے قریب پہنچ گئی تھیں ام الامراض شوگر کے ساتھ اس کی ہم جولی بیماریاں' پھر بھی کتنے کام کرتی تھیں۔ ساتھ ساتھ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتی تھیں' تہجد گزار تھیں' تلاوت قرآن پاک کا بہت اہتمام کرتی تھیں۔

یہاں کئی دنوں سے نہ دین کا ہوش ہے نہ دنیا کا' بے قصور انسانوں کو مفت میں پریشان کیا ہوا ہے۔ دانیال کے احسانات ایک ایک کرکے قوس وقزح کے رنگوں میں ڈھل کر اس کے سر پر اترنے لگے' کتنی بوجھل تھیں یہ رنگین روشنیاں کہ سر پر پہاڑ سا وزن آپڑا۔ وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے سوئی ہوئی مانو پھپو کو دیکھ رہی تھی۔

اسی لمحے دروازے کا ہینڈل متحرک ہوا' گمان ہوا نرس آرہی ہے۔ اس نے جھٹ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑیں اور آنکھیں بند کرکے سوتی بن گئی۔ دروازہ کھلنا اور بند ہونا اس نے محسوس کیا' آنے والے کی چاپ میں زیادہ زور نہیں تھا مگر اس نے اپنی آنسو بھری آنکھیں چھپانے کی خاطر لمحے کے لیے بھی دیکھنے کی کوشش نہ کی کہ کون آیا ہے؟ پھر اسے محسوس ہوا کہ کوئی بہت قریب کھڑا ہے' پھر سمجھ بھی آگئی کہ کون ہے دانیال کے پسندیدہ پرفیوم کی مہک اب مشامِ جاں میں اتر گئی تھی۔

گھبراہٹ نہ ہوتی تو دروازہ کھلتے ہی پتا چل جاتا۔ وہ بغیر دوپٹے کے تھی اگرچہ شرٹ اس کے فگر کے لحاظ سے کسی خیمے سے کم نہیں تھی مگر بنا دوپٹے کے اسے بہت حیا آرہی تھی۔ اس کا دوپٹہ پڑا تھا' اپنی زینت کو اس نے کبھی شعوری طور پر ظاہر نہیں کیا' بہت ہی باوقار انداز میں دوپٹہ لیتی تھی کہ دیکھنے والی نظر خود بخود عزت دینے پر مجبور ہوجاتی تھی۔

اسے ٹوٹ کر حیا آئی اور حیا کا تقاضا تھا کہ اسی طرح بند آنکھیں کیے پڑی رہے تاکہ دانیال اسے سوتا جان کر وہاں سے ہٹ جائے۔ دانیال نے پہلے اس کی طرف دیکھا پھر مانو پھپو کی طرف جو گہری نیند میں تھیں۔

اسے احساس ہوا کہ اگر دونوں میں سے ایک بھی جاگ گیا تو یہ بہت زیادتی ہوگی۔ وہ دبے قدموں واپس پلٹ گیا' اس کا رخ ہسپتال کے وسیع سرسبز لان کی طرف تھا۔ کسی گھنے درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر محبوب کو سوچنا' دنیا کے تھکا دینے والے کاموں کے بیچ یہ فرحت آگیں لمحات بہت انمول ہوتے ہیں جن کی قیمت پوری کائنات بھی نہیں بن سکتی۔

❁......❁......❁
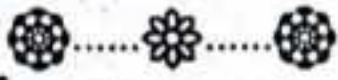
وہم اور اندیشوں میں بہت طاقت ہوتی ہے مگر اس وقت جب زندگی میں خود غرض اور نفس پرستی اپنے نقطہ کمال پر ہو۔ خود غرضی' مفاد پرستی' ریاکاری' شیطانی تلوار کے وار ہیں' جب یہ شیطانی ضرب کاریاں بلا وقفہ ہوں تو انسان خوش عقیدہ اور مثبت سوچ کا حامل نہیں رہتا۔ اس کا منفی خیالات کا ردعمل ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ یہ ردعمل' خوف' اندیشے' توہمات کی شکل میں وارد ہوتا ہے۔

منفی شیطانی خیالات رکھنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ہی ڈبہ پیر' کالے علم والے عیش وآرام کی زندگی گزارتے ہیں۔ انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کے بجائے پیر فقیر کے جنتر منتر' تنتر میں الجھتا جاتا ہے۔ جادو ایک حقیقت ہے مگر ہر افتاد کی وجہ جادو نہیں ہوتا۔ شیطان نے بہت زور سے تلوار لہرائی

"ایک لڑکی تمہارے بیٹے کو پھنسا رہی ہے" سعدیہ نے پھڑک کر کمال فاروقی کو فون ملا دیا۔

"ہاں' وہ مجھے ذرا ہسپتال کا نام بتائیں' ایک دو کام کرنے ہیں سوچا اس بچی کی خیر خیریت بھی پتا کرتی چلوں۔" سعدیہ بہت پُر اخلاق لہجے میں شوہر نامدار سے مخاطب تھیں جن کو حیرت کے سمندر سے چھلانگ لگانے میں کچھ وقت تو لگنا ہی تھا۔

"دانیال گھر میں نہیں ہے؟" وہ از حد حیرانی کی کیفیت میں پوچھ رہے تھے۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)